اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو ۔ (القرآن)

فرقہ واریت

کا خاتمہ

مؤلفین

محمد اسلم گِل
میجر (ریٹائرڈ)

محمد رفیق احمد میمنؔ
صدر: اماں جی ایجوکیشنل سوسائٹی

ناشر

اماّں جی ایجوکیشنل سوسائٹی (رجسٹرڈ)

ٹنڈو جہانیاں، حیدرآباد چھاؤنی، پاکستان

www.star.edu.pk

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ
فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ
وَافْعَلْ بِنَا مَآ اَنْتَ اَھْلُہٗ
فَاِنَّکَ اَنْتَ اَھْلُ التَّقْوٰی وَاَھْلُ الْمَغْفِرَۃِ

ترجمہ

اے اللہ تیرے ہی لئے حمد ہے جو تیری شان کے مناسب ہے
پس تو محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما جو تیری شان کے مناسب ہے
اور ہمارے ساتھ بھی وہ معاملہ کر جو تیری شایانِ شان ہے
بے شک تو ہی اس کا مستحق ہے کہ تجھ سے ڈرا جائے اور مغفرت طلب کی جائے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور قیامت تک دُرود و سلام ہو سیّد الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین، ہمارے آقا، حضرت محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل واولاد پر اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر جو ہدایت کے ستارے ہیں اور دین اسلام کے پھیلانے والے ہیں، نیز اُن مومنین اور مومنات پر بھی جو ایمان کے ساتھ اِن کا اتباع کرنے والے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ نے 1411ہجری میں وزارتِ مذہبی اُمور واقلیتی اُمور (حکومتِ پاکستان) کی طرف سے قومی سیرت کانفرنس میں صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان، وزراء، ممالک اسلامیہ کے سفراء، تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام اور مشائخ عظام کی موجودگی میں بیان فرمایا، ذیل میں حضرت مفتی صاحب کے بیان کے بیان کو تحریر کیا جاتا ہے، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ پاک ربّ امت مسلمہ کو صحیح حسن بصیرت عطا فرمائے۔ آمین

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِھِمْ

یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ج

وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ o

(آل عمران: ۱۶۴)

خطبہ مسنونہ کے بعد حضرت مفتی زین العابدینؒ نے فرمایا!

''اللہ جل جلالہٗ نے انسان کو پوری کائنات میں وہی حیثیت عطا فرمائی ہے جو انسانی بدن میں دل کی حیثیت ہے۔ یہی کائنات کا دھڑکتا ہوا دل ہے اور اسی پر کائنات کی زندگی موقوف ہے اور کل کائنات اسی کیلئے پیدا کی گئی ہے۔ سورج آپ کا ملازم ہے۔ چاند آپ کا ملازم ہے۔ ستارے آپ کی ملازمت کیلئے پیدا کیے گئے ہیں۔ ہوائیں اور پانی آپ کی خدمت کیلئے ہیں، یہی شہزادہ ہے، یہی قلب کائنات ہے۔ یہی کل کائنات کا استعمال کنندہ ہے۔ باقی سب استعمال ہونے کیلئے ہیں اور کل کائنات ختم ہونے کیلئے ہے۔ صرف انسان کو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے باقی رکھنے کیلئے پیدا کیا ہے۔ یہ باقی رہنے والی چیز ہے۔ سب سے زیادہ پائیدار، سب سے زیادہ شان و شوکت اور عظمت والی چیز ہے۔ اس بناء پر سنت اللہ یہ ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے انسان کی اہمیت کے پیش نظر ہر ایک کو الگ الگ بنایا ہے۔ یہ تھوک کے حساب سے پیدا نہیں کیا جاتا ہے کہ یہ چھیاسی ماڈل کار آگئی ہے یا یہ چھیاسی ماڈل فلاں چیز آگئی ہے، بلکہ ہر انسان کو اللہ جل جلالہٗ نے الگ الگ بنایا ہے اور ہر انسان اتنا الگ الگ ہے کہ دنیا کا مسلمہ قانون اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ وثائق پر انگوٹھا لگایا جاتا ہے اور کسی آدمی کے انگوٹھے کی لکیریں دوسرے آدمی کے انگوٹھے سے نہیں ملتیں۔ یہ اللہ جل جلالہٗ کی صفت خلق کا کمال ہے، بلکہ صرف انگوٹھے کی بات نہیں ہے بلکہ جدید تحقیق یہ ہے کہ یہ پانچوں انگلیوں کے جو پورے ہیں ان میں سے کسی ایک پورے کی لکیریں دوسرے آدمی کے پوروں سے نہیں ملتی ہیں۔ یہ اللہ جل جلالہٗ کی صفت کا کمال ہے۔ یہ میں

نے ایک بات عرض کی ہے باقی ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے اتنا مختلف بنایا ہے کہ کسی آدمی کی رفتار دوسرے آدمی کی رفتار سے نہیں ملائی ۔ ہر آدمی کے عضو کا انداز الگ ہے، پیشانی میں حتیٰ کہ مسکراہٹ میں ہر آدمی بالکل الگ تھلگ اللہ جل جلالہٗ نے پیدا فرمایا ہے ۔اسی طرح آدمیوں کی جہاں اندرونی استعدادیں مختلف ہیں۔ ظاہری صورت میں بڑا اختلاف ہے۔زبانوں کا بڑا اختلاف ہے۔ رنگ کا بڑا اختلاف ہے ۔ ذہنی صلاحیتیں الگ الگ ہیں، لیکن اس سب کچھ کے باوجود اللہ جل جلالہٗ نے ان سب کو ایک آدم اور حوا یعنی ایک ماں اور باپ سے پیدا کیا ہے۔ اللہ اس بات پر قادر تھے کہ کالوں کے آدم اور حوا الگ ہوتے، گوروں کے الگ ہوتے ،ایشین کے الگ ہوتے، اللہ اس بات پر بھی قادر تھے، لیکن ایسا نہیں کیا۔ ایک ماں ،باپ کی اولاد بنایا ہے اور چاہتے ہیں کہ ایک ماں باپ کی اولاد بن کر رہیں لیکن یہ مختلف رنگ ،مختلف قومیں، مختلف زبانیں ،مختلف استعدادیں ،مختلف علاقے ،مختلف صلاحیتیں ،مختلف میلانات ان کو جمع کیسے کیا جائے اور انہیں کیسے جوڑا جائے ؟ اللہ جل جلالہٗ چاہتے ہیں کہ جڑ کر رہیں یہ اللہ کا حکم ہے۔تو میں نے عرض کیا کہ پیدا کرنے کا انداز ایسا اختیار کیا کہ مل کر رہو، اسی کے ساتھ حکم دیا:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا ج

دیکھو مل کر رہو۔ اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ

اللہ کی اس عظیم نعمت کو یاد کرو

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ

تم آپس میں دشمن تھے تمہارے دلوں کو اللہ نے جوڑ دیا

فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا

اور تم ہو گئے بھائی بھائی۔

اس کا حکم بھی دیا ہے اور چاہتے ہیں کہ مل کر رہیں۔ اس لئے کہ نفع اس میں اللہ کا نہیں ہے، ہمارا ہی نفع ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے جو حکم دیا ہے اسے ایک مثال سے سمجھایا ہے جو جلد آدمی کو سمجھ میں آجانے والی ہے کہ دیکھو تمام مسلمانوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک جسم کے اعضاء ہوں، جیسے میں نے کہا کہ انسان مختلف ہیں ہر اعتبار سے، اسی طرح آدمی کے اعضاء اور دماغ کی حیثیت کچھ اور ہے۔ یہ (دماغ) سب سے اوپر ہے، اس کا کام سوچنا ہے۔ اس کی الگ شکل ہے۔ آنکھ کی شکل الگ ہے، اس کا کام الگ ہے۔ کان کا کام الگ ہے۔ صورت بھی الگ ہے۔ پاؤں کی حیثیت بھی الگ ہے۔ شکل بھی الگ ہے۔ سر سے پیر تک اپنے اعضاء کی طرف نگاہ ڈالیں، ہر چیز الگ الگ ہے اور اس کے کام بھی الگ الگ ہیں، لیکن حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! جیسے ایک جسم کے اعضاء میں جیسے یہ آپس میں جڑے ہوئے ہیں تم بھی اسی طرح آپس میں جڑے رہو، مختلف ہیں، لیکن جڑے ہوئے ہیں اور اس طرح پھر اس کی مثال دی:

جب اس کے آنکھ میں درد ہوتا ہے تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے، ایک دُکھ سب کا دُکھ ہو..... ایک کی راحت سب کی راحت ہو..... اگر گرمی کے موسم میں

ٹھنڈے پانی کا گلاس ملتا ہے تو صرف پوروں کو ٹھنڈا لگتا ہے۔ پوروں کو ٹھنڈک پہنچتے ہی سارے جسم کو خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ایک کی راحت سب کی راحت ہو، ایک کا دکھ سب کا دکھ ہو۔ اس طرح سے مل کر رہو یہ سید الکونین ﷺ کی خواہش ہے جس کا حدیث پاک میں مختلف نوعیتوں کے ساتھ اظہار کیا گیا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے صرف خواہش کا اظہار نہیں فرمایا، بلکہ جو فرمایا ہے وہ کائنات میں کر کے دکھایا ہے اور اس دور کے لوگوں نے اپنی سر کی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ واقعی ایک جسم کے اعضاء بن سکتے ہیں، بشرطیکہ ان کو آپس میں جوڑا جائے۔

کیسے جڑیں.....؟

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ جل جلالہٗ نے دنیا کو دارالاسباب بنایا ہے۔ جب تک یہاں کی چیزیں جڑتی نہیں ہیں کچھ نہیں بنتا ہے۔

- اینٹیں اگر نہ جڑیں تو مسجد بنتی ہے نہ مکان بنتا ہے۔
- کپڑا آپس میں نہ جڑے تو نہ کرتا بنتا ہے نہ شلوار بنتی ہے۔
- لکڑی آپس میں نہ جڑے تو نہ میز بنتی ہے نہ کرسی بنتی ہے۔

آپس میں جڑنے سے ہی چیزیں بنتی ہیں اور جس طرح سب چیزوں کو جوڑنے کیلئے اللہ جل جلالہٗ نے جوڑنے والی چیزیں بنائی ہیں۔ کیا ان کے جوڑنے کا کوئی سامان اللہ نے پیدا نہیں کیا؟

سب چیزوں کے جوڑنے کے سامان پیدا کیے، آدمی کے جوڑنے کا کوئی سامان پیدا نہیں کیا..... یقیناً کیا ہے اور اتنا کامل ترین کیا ہے کہ یہی انسان تو بنیادی

چیز ہے، اسی کے جڑنے سے سارے کام بنیں گے۔ ساری جڑی ہوئی چیزیں کام آئیں گی۔اس کے جوڑنے کا سامان پیدا نہ کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا ..... لیکن بدقسمتی انسان کی، بلکہ میرے نزدیک سب سے زیادہ اپنوں کی اور غیروں کی، سب کی سب سے بڑی اور ظالمانہ حرکت یہ ہے..... انسانوں کی، تمام پڑھے لکھوں کی، اَن پڑھوں کی، اپنوں کی اور غیروں کی کہ جو کوئی مشینری کہیں بناتا ہے، وہ مشینری اگر ہم منگواتے ہیں، تو مشینری بنانے والوں سے پوچھتے ہیں کہ اسے کیسے استعمال کرنا ہے؟ اس کی کتاب منگواتے ہیں اور مشینری کے ساتھ وہ بھی آتے ہیں۔ کتاب بھی آتی ہے اور آدمی بھی آتے ہیں اور ان سے ہم سیکھتے ہیں کہ اس مشینری کو کیسے چلانا ہے.....؟ اور بالکل اس کا لحاظ کرکے چلتے رہتے ہیں، لیکن یہ آدمی کی اس سے بڑی ظالمانہ حرکت کیا ہوگی کہ ہر مشینری جسے انسان اپنے ہاتھوں سے بناتے ہیں، ان کے متعلق تو بنانے والوں سے پوچھتا ہے اور یہ مشینری جو کل مشینریوں کے بنانے والی ہے، اس کے متعلق خالق کائنات سے یہ نہیں پوچھتا کہ اسے کیسے استعمال کرنا ہے؟

یہ جڑتی کیسے ہے اور بگڑتی کیسے ہے؟

یہ برباد کیسے ہوتی ہے اور یہ آباد کیسے ہوتی ہے؟

اور..... یہ نفع بخش کیسے ہوتی ہے اور مہلک کیسے بنتی ہے؟

آدمیوں کو جوڑنا جیسا میں نے عرض کیا ہے فطری چیز ہے، طبعی تقاضا ہے کہ جڑیں۔

کیسے جوڑا جائے آدمیوں کو؟

جاہلیت کے دور میں سید الکونین ﷺ کی آمد سے پہلے آدمیوں کو جوڑنے کی کوشش کی گئی کہ ہم عرب ہیں۔

زبان کے نام پر جوڑنے کی کوشش کی گئی،

رنگ کی بنیاد پر جوڑنے کی کوشش کی گئی،

قوم کی بنیاد پر جوڑنے کی کوشش کی گئی،

ملک کی بنیاد پر جوڑنے کی کوشش کی گئی،

طبقے کی بنیاد پر جوڑنے کی کوشش کی گئی کہ ہم مزدور ہیں، ہم تاجر ہیں، ہم ملازم ہیں، ہم لیڈر ہیں، ہم فلاں ہیں، طبقے کی بنیاد پر بھی جوڑے گئے.....

لیکن یہ ساری جتنی بھی چیزیں تھیں یہ انسان کی اپنی ہی ایجاد کردہ تھیں اور ساری مہلکات تھیں، یہ جوڑنے والی نہیں ہیں، یہ توڑنے والی چیزیں ہیں۔

ایک آدمی گھر پہنچا، بچے نے آتے ہی کہا کہ ابا جان! میں ایک کاغذ لے کر آیا ہوں، مجھے کاپی بنانی ہے، انہوں نے کہا! آؤ! بیٹے لے آؤ، میں تجھے کاپی بنا دوں۔ اس معصوم بچے نے کاغذ دے دیئے، ابا جان نے مٹی کا گارا بنانا شروع کر دیا، بچے نے کہا ابا جان! یہ کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں تمہاری کاپی بنانا چاہتا ہوں، یہ کاغذ جوڑنے ہیں، انہیں گارے سے جوڑنے لگا ہوں۔ اُس (بچے) نے کہا! ابا جان! گارے سے کیسے جوڑیں گے؟ اُس نے کہا! میں راستہ میں دیکھ کر آیا ہوں کہ گارے سے اینٹیں جڑ رہی ہیں، اس لئے کاغذ کو اس سے جوڑنے لگا ہوں..... یہ نادانی اور حماقت کی بات ہے، اگر کاغذ کو گارے سے اور سیمنٹ سے جوڑا جائے تو کاغذ جڑ تو

جائے گا، لیکن تباہ ہو جائے گا۔ پیسے کے ذریعے سے آدمی کو جوڑنا، عہدوں کے ذریعے سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا، قوم اور ملک کے نام پر لوگوں کو جوڑنا.... اللہ کی قسم! امت کی ہلاکت اور بربادی کا سامان ہے۔ جب بھی قوم کو اس طرح سے جوڑا گیا، قوم برباد ہوئی ہے اور اب بھی بربادی کا سامان اپنے ہاتھوں سے کیا جا رہا ہے۔ امت کو جوڑنے کی چیزیں قرآن مجید نے اور سید الکونین ﷺ نے بتائی ہیں اور صرف بتائی ہی نہیں، بلکہ تیرا سال مکہ مکرمہ میں اور دس سال مدینہ منورہ میں سر کی آنکھوں سے اپنوں نے بھی دیکھا اور غیروں نے بھی دیکھا کہ آدمی بنائے گئے۔ حضور اقدس ﷺ نے یہی کام کیا اور کوئی کام نہیں کیا..... صرف امت کو جوڑا ہے، اس لئے کہ جیسے میں نے ابتداً میں عرض کیا ہے کہ انسان بنیادی مسئلہ نہیں ہے، اور انسان کا انسان بنا بنیادی مسئلہ ہے۔ اگر یہ بن جاتا ہے تو کل کائنات اپنے آپ بن جاتی ہے، اگر انسان بنا ہوا ہے (گھر ہی سے چلیں)..... اگر انسان ٹھیک ہے، گھر صحیح چلے گا، محلّہ صحیح چلے گا، شہر صحیح چلے گا، بازار بھی صحیح چلے گا، دفتر بھی صحیح چلے گا اور حکومت بھی صحیح چلے گی..... اگر انسان بنا ہوا نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! کسی چیز کو بھی صحیح نہیں چلایا جا سکتا اور نہ کبھی کوئی چیز صحیح چلے گی۔

اس بناء پر کہ فلاں چیز بناؤ، یہ مسئلہ نہیں ہے۔ مسئلہ صرف ایک ہے کہ آدمی کیسے بنیں؟ سید الکونین ﷺ اور ان کے تمام ساتھی ایک لاکھ چوبیس ہزار ایک روایت ہے اور دوسری روایت دو لاکھ کی ہے..... دو لاکھ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور ان کے سردار سید الکونین ﷺ صرف آدم سازی کے لئے آئے ہیں، یعنی آدمی بنانا تھا۔

روم میں بہت کچھ بن رہا ہے، فارس میں بہت کچھ بن رہا تھا، چین میں بہت کچھ بن رہا تھا، ہندوستان میں بہت کچھ بن رہا تھا، افریقہ میں بہت کچھ بن رہا تھا، لیکن یہاں مکہ اور مدینہ میں صرف آدمی بن رہا تھا۔ ابوبکرؓ بن رہا تھا..... عمرؓ بن رہا تھا..... بلالؓ بن رہا تھا..... علیؓ بن رہا تھا..... آدمی بن رہے تھے۔ صرف آدمی بنانا مقصد ہے کوئی اور کام حضور اقدس ﷺ نے نہیں کیا۔ میں اس بات کی قسم اٹھا سکتا ہوں کہ نہ زمین بنائی ہے، نہ سواریاں بنائی ہیں۔ اگر وہ بنانے پر آئیں تو اللہ کی قسم! تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ کہاں پہنچے۔ جو عقل کامل اللہ تعالیٰ نے اُنہیں عطا فرمائی تھی کسی کو آج تک نہیں ملی، لیکن اُنہوں نے کوئی چیز نہیں بنائی، نہ زمین بنائی، نہ سواریاں بنائیں، نہ سامان بنائے۔ مکہ سب چیزوں سے خالی تھا، ضرورتیں بالکل مسلم، لیکن کسی ضرورت میں اپنا وقت صرف نہیں کیا۔ جو سب سے بڑی اور بنیادی ضرورت تھی، یعنی انسان بنانا، سب سے پہلا کام یہی تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے نبوت کا کام سنبھالتے ہی سب سے پہلے یہ کام شروع کیا۔ سب سے پہلے صدیقؓ کو بنایا، صدیق ہاتھ آئے، خدیجہ الکبریٰؓ ہاتھ آئیں اور علی المرتضیٰؓ ہاتھ آئے، یہ تین گھر کے آدمی ہیں۔ یہی سب سے پہلا سرمایہ ہے، یعنی ایک عورت اور ایک مرد اور ایک بچہ۔ یہی تین بن جائیں..... تمام مرد بن جائیں۔ تمام عورتیں بن جائیں اور تمام بچے بن جائیں..... تو ساری کائنات بن جائے.....

ایک غیر مسلم نے لکھا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں:

"محمد ﷺ نے لوگوں کو شاندار سوار بنا کر نہیں دیں، شاندار زمینیں بنا کر نہیں

دیں، شاندار سامان بنا کر نہیں دیا، لیکن انسانیت کے سب سے بڑے محسن وہی ہیں، اسی لئے انہوں نے ابو بکرؓ اور عمرؓ جیسے آدمی بنا کر دیئے ہیں"۔

آدم سازی ہمارا کام تھا۔ خاص طور پر ہمارے نبی کریم، حضور اقدس ﷺ کا کام تھا۔ پہلے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی یہی کام کرتے رہے ہیں اور انہوں نے سو فیصد آدم سازی کی ہے۔ جب آدمی بن گئے تو کسی چیز کے بنانے میں دیر نہیں لگی، پھر حکومت بنانے میں کوئی وقت نہیں لگا۔ آدم سازی کی گئی اور آخیر کی بات ضمنی طور پر یہ بھی عرض کردوں کہ آدم سازی جب ہمارا مقصد حیات تھا تو سب مرد، عورتیں اور بچے مل کر آدم سازی کررہے تھے اور جب سارے مل کر یکسوئی سے یہ کام کرتے ہیں، تب ہی آدم سازی ہوا کرتی ہے۔ آج جب کہ ہمارا مقصد آدم سازی نہیں رہا۔ بلکہ سب کچھ بنانا مقصد بن گیا ہے، لیکن آدم سازی کا کام بالکل نہیں ہورہا ہے، لیکن جب تک آدم سازی ہمارا مقصد حیات رہا ہے اس وقت تک عورت کو گھر سے باہر نہیں نکالا گیا ہے، اس لئے کہ آدم سازی کا کام مرد اور عورت دونوں مل کر کیا کرتے ہیں، آدمی کا جسم جیسے عورت کے اندر بنتا ہے۔

اللہ کی قسم! بچے کا ایمان اور بنیادی اخلاق اس کی گود کے اندر بنتے ہیں۔ اگر عورت فاطمہ الزہراءؓ کی طرح ہوتی ہے اور مرد علی المرتضیٰؓ کی طرح بنا ہوتا ہے تو بچے حسنؓ اور حسینؓ جیسے پیدا ہوتے ہیں۔

اس بناء پر راستہ صاف ہے۔ آدم سازی کا کام صدر مملکت سے لے کر چپڑاسی تک سب کی ذمہ داری ہے اور میں کہتا ہوں کہ یہ اتنی بڑی غفلت اور اگر میں

اسے جرم عظیم کہوں تو انشاء اللہ یہ غلط نہ ہوگا.....یہ اس امت کا جرم عظیم ہے کہ اس نے آدم سازی کا کام چھوڑ کر نہ صرف اپنے آپ کو گمراہ کیا ہے، بلکہ تمام انسانیت کے اندر اسلام کے دروازے بند کر رکھے ہیں۔ اگر ہم اس جرم سے توبہ کر لیں اور آدم سازی کا کام شروع کریں اور صحیح آدمی بن جائیں تو آپس کا جوڑ بھی اسی طرح سے ہو جائے گا، جیسے ایک جسم کے اعضاء ہیں۔ آنکھ سب کیلئے دیکھتی ہے اور کبھی اپنے لئے بھی دیکھتی ہے۔ زبان سب کیلئے بولتی ہے اور کبھی اپنے لئے بھی بولتی ہے۔ پاؤں سب کیلئے چلتے ہیں اور کبھی اپنے لئے بھی چلتے ہیں۔ دماغ سب کیلئے سوچتا ہے، لیکن کبھی اپنے لئے بھی سوچتا ہے۔ اسی طرح سارے اعضاء و جوارح کا حال ہے.....اگر یہ امت اپنا مقصد یہ بنا لے کہ میری جان اور میرا مال میرے لئے نہیں ہے، بلکہ انسانیت کیلئے ہے، جیسے ارشاد فرمایا!

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

تم لوگوں کی نفع رسائی کیلئے پیدا کئے گئے ہو.....اپنی ذات کیلئے پیدا نہیں کئے گئے۔ اپنی فکر اور اپنے بچوں کی فکر..... کتیا بھی اپنے بچے پال لیتی ہے..... یہ کوئی انسانی کمال نہیں ہے، مرغی بھی اپنے بچے پال لیتی ہے.....اپنی فکر کرنا...... اپنے لئے جینا.....یہ حیوانوں کا کام ہے۔ گدھے کو گھاس مل جائے، پانی مل جائے، دس گدھے اس کے سامنے بھوکے مر جائیں، اسے کوئی دکھ اور غم نہیں ہوتا۔ جب آدمی حیوانی کاموں میں لگ جاتا ہے، جیسے اِس وقت بھی انسانیت لگی ہوئی ہے.....تو

حیوان بن جاتا ہے، اسے دوسروں کا غم نہیں رہتا۔ دوسروں کی بگاڑ کر اپنی بنانا اس کی فطرت بن جاتی ہے اور پھر بات یہ ہوتی ہے کہ یہ بکاؤ کا مال ہوتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا بکرا منڈی بنی ہوئی ہے۔ حیوانات کی منڈی ہے۔ بٹیرے سے لے کر گھوڑے تک، سب کچھ بک رہا ہے..... اور اس کی قیمت مختلف ہے۔ قیمت ادا کرنے والا ہو تو سب کچھ بکنے کیلئے تیار ہے، بلکہ ہر چیز الگ الگ پڑی ہوئی ہے، جیسے یورپ کے علاقوں میں..... یورپ میں جب ہم گئے تو سریاں الگ پڑی ہیں، زبان الگ پڑی ہوتی ہے، پائے الگ پڑے ہوتے ہیں، ہر چیز بک رہی ہے۔ انسان جب حیوانی زندگی پر آجاتا ہے، بکاؤ مال بن جاتا ہے..... اور جب خلافت کی زندگی پر آجاتا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے ایمان، اخلاق اور اخلاص کو اپناتا ہے تو آدمی صحیح راہ پر آتا ہے، کیونکہ ایمان اور اخلاص انسان کے اندر دو بنیادی قوتیں ہیں، اسی بناء پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین فرمایا کرتے تھے:

تعلمنا الا یمان ثم تعلمنا القرأن

"پہلے ہم نے ایمان سیکھا پھر ہم نے قرآن سیکھا"

اس لئے کہ ایمان کے بغیر ایک مرتبہ نہیں، ایک ارب مرتبہ قسم اُٹھا کر کہا جا سکتا ہے کہ ایمان و اخلاص کے بغیر کبھی قرآن کی زندگی پر چلا نہیں جا سکتا..... وہ چلے گا جس کے اندر طاقت ہوگی..... پہلے اپنے اندر استعداد پیدا کرو..... استعداد ایمان اور اخلاص سے پیدا ہوتی ہے اور آپس کا جوڑ اخلاص سے پیدا کرتا ہے..... جیسے یہ سارے اعضاء اپنے لئے کم اور دوسروں کے لئے زیادہ کام کرتے ہیں، اسی طرح

اگر یہ امت اخلاق پر آجائے تو آپس میں جڑ بھی جائے گی اور سید الکونین، خاتم النبیین، حضور اقدس ﷺ کی کامل اتباع ہوگی، اس لئے کہ ضابطہ یہ بتایا گیا ہے کہ:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

حضور اقدس ﷺ کی کامل اتباع کرلو، تم اللہ کے بھی محبوب بن جاؤ گے اور کل کائنات کے بھی محبوب بن جاؤ گے۔

اور اصل تو یہ ہے کہ آدمی محبت ہی چاہتا ہے..... اس بناء پر سیدھا اور صرف سیدھا راستہ یہی ہے، اس راستہ کی طرف قدم اٹھانے کی کوشش کریں..... یہ صرف بیان کرنے کی چیز نہیں ہے، بلکہ کرنے کی چیز ہے اور سب کے کرنے کی ذمہ داری ہے۔ اللہ جل شانہٗ مجھے اور امت مسلمہ کو اس راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿ آمین ﴾

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ